بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

یاد ہوگا ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کے بعد جب انگریزوں کی حکومت ہندوستان پر قائم ہوگئی تو اس انقلاب کے ساتھ جہاں اور بہت سی ناگوار اور تلخ چیزیں آئی تھیں انہیں میں ایک یہ چیز بھی تھی کہ اس ملک میں یکایک مسیحیت کے مبلغوں کا ایک سیلاب امنڈ آیا اور انہوں نے شہر شہر، قصبہ قصبہ اور گاؤں گاؤں میں عیسائیت کی تبلیغ کا ایک جال پھیلا دیا۔ یہ لوگ صرف اپنے مذہب کے فضائل و محاسن بیان کرنے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ ایک طے شدہ پروگرام کے مطابق ہندوستان میں اور ہندوستان سے باہر ایسی کتابیں لکھی جاتی تھیں اور ایسے پمفلٹ اور ٹریکٹ شائع کئے جاتے تھے جن میں ہندوستان کے مذاہب اور یہاں کی تہذیب کا عموماً اور اسلام کی تعلیمات اور اسلامی تاریخ کا خصوصاً مذاق اڑایا جاتا تھا اور اسلام کے پیغمبر اور مسلمان بادشاہوں اور بزرگوں کی توہین و تذلیل کی جاتی تھی اور اس طرح جو مسلمان سیاسی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیے گئے تھے اُن کو جسمانی آزار پہونچانے کے ساتھ روحانی اور قلبی دکھ پہونچایا جاتا تھا۔ ان کوتاہ نظروں کا غالباً مقصد یہ تھا کہ سیاسی زوال کے بعد ہندوستانی مسلمان حوصلہ و ہمت اور جواں مردی و بلند نظری سے محروم ہوگئے ہیں اس لئے اگر اس موقع پر ان کے سامنے عیسائیت کے فضائل و محاسن اور ان کے اپنے مذہب و تاریخ کے معائب بیان کئے گئے تو بہت ممکن ہے کہ یہ اپنے مذہب کو چھوڑ کر مسیحیت کو اختیار کرلیں اور انگریزوں کو ملک پر اطمینان سے حکومت کرنے کا موقع مل جائے۔ لیکن مسلمان خواہ کسی حالت میں ہو، اسلام کی اور اسلامی روایات کی نہ کبھی توہین گوارہ کرسکتا ہے اور نہ وہ ایسا بزدل واقع ہوا ہے کہ محکومیت کے اثر سے کسی دوسرے مذہب کو قبول کرلے۔ اس بنا پر مسلمان علمائے دین نے ان مشنیریوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہر میدان میں ان کو شکست فاش دی۔ یہ صورت حال دیکھ کر ان لوگوں نے اپنا یہ پروگرام تبدیل کیا اور لارڈ میکالے وغیرہ جیسے فرزانہ اور

چالاک لوگوں کے مشورہ سے انگریزی تعلیم اور انگریزی تہذیب کا ایک نیا جال تیار کیا اور کوئی شبہ نہیں کہ یہ حربہ کہیں زیادہ کامیاب رہا!!

یہ تو خیر ہندوستان کے دورِ محکومی و غلامی کی باتیں تھیں لیکن آج جبکہ ملک آزاد ہے۔ اور ایک سیکولر حکومت قائم ہے ہم دیکھتے ہیں کہ پھر تاریخ اپنا اعادہ کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اسلامی روایات کو مسخ کرکے پیش کرنے۔ اور اسلام کی تاریخ و تعلیمات کے ساتھ تمسخر کرنے اور ان کی توہین و تذلیل کرنے کا ایک سلسلہ ہے جو ختم نہیں ہوتا۔ چنانچہ ابھی پچھلے دنوں بنگال اور بمبئی کے دو رسالوں میں اسلام کی جو توہین کی گئی ہے آج کل اخبارات میں اُن کا چرچا ہو رہا ہے اور ان کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے جگہ جگہ جلسے ہو رہے ہیں۔ ہم کسی شخص سے بھی یہ توقع تو ہرگز نہیں کرسکتے کہ وہ خواہ مخواہ ہمارے مذہب یا ہماری تاریخ کی تعریف کرے۔ بلکہ اگر کسی شخص کو ہمارے مذہب اور ہماری تاریخ کے کسی حصّہ پر اعتراضات ہیں تو اُس کو بے شبہ یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان اعتراضات کو بیان کرے بحث مباحثہ اور مذاکرہ سے حقیقت نکھرتی ہے اور اس کے مختلف پہلو واضح ہوتے ہیں لیکن بغیر کسی دلیل اور برہان کے کسی مذہب پر کیچڑ اچھالنا اور اس پر گالیوں کی بوچھار کر دینا اور حقائق و واقعات سے یکقلم آنکھیں بند کرکے اس پر طرح طرح کے الزامات لگانا یہ تو شیوۂ انسانیت و مردانگی سے بہت بعید ہے۔ سونے کے کسی ٹکڑہ پر اگر آپ کو شبہ ہے تو آپ کو حق ہے کہ اسے بھٹی میں ڈال کر اُس کا کھرا کھوٹا پن پرکھ لیں۔ لیکن اگر اس کو جانچے اور پرکھے بغیر ہی آپ نے اس کو پیتل کہنا شروع کردیا ہے اور محض اپنے اس مزعومہ کی بنیاد پر سنار کو کوسنے اور گالیاں دینے لگے ہیں تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ یا تو آپ کا دماغ خراب ہے اور یا آپ کی فطرت میں کہیں ٹیڑھ ہے۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ آپ کا مقام یا تو کسی پاگل خانہ میں ہونا چاہیئے یا پولس کی حوالات میں!!

بہرحال مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب اور دوسرے حضرات نے حکومت کو اس طرف توجہ دلائی ہے اور امید ہے کہ ان حضرات کی یہ اپیل بے اثر نہ رہے گی۔ لیکن ہم مسلمانوں سے گذارش کریں گے کہ یہ وقت ان کے صبر و تحمل کے امتحان کا ہے۔ انہیں اپنے خدا کے حی و قیوم اور قادر و توانا ہونے